

# رسائل و مسائل

(ابوالاعلیٰ مودودی)

## قومِ ثمود کے مساکن

سوال: ڈاکٹر نکلسن نے اپنی معروف تصنیف ”اسے ٹریری ہٹری آف دی عربز“ عربوں کی ادبی تاریخ کے پہلے باب میں ”افسانہ ثمود“ کے زیر عنوان یہ رائے درج کی ہے: ”قرآن میں ثمود کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے کہ وہ ایسے مکانوں میں رہتے تھے جو انہوں نے چٹانوں سے کاٹ کر بنائے تھے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ محمد کو ان تراشیدہ غاروں کو صحیح حقیقت معلوم نہیں تھی جو آج بھی حجرِ مدائنِ صالح میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ مدینہ سے شمال کی طرف ایک ہفتے کے سفر پر واقع ہیں اور ان پر پہلی زبان میں جو کتبے کندہ ہیں انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ مکانات نہیں بلکہ مقبرے ہیں“ (ص ۳، کتاب مذکور)۔

میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں خاکسار کے شرح صدر کے لیے اپنی تحقیق سے آگاہی بخشیں گے۔“

جواب: نکلسن بچارے کو یہ بھی معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے بھی بارہا اس راستے سے گزرے تھے جہاں ثمودی عمارات واقع ہیں اور نبوت کے بعد بھی غزوہ تبوک کے موقع پر آپ کا اور آپ کے لشکر کا گزر وہاں سے ہوا تھا۔ اس زمانے کے اہل عرب خوب جانتے تھے کہ قومِ ثمود کا علاقہ یہی ہے اور ثمود کے لوگوں ہی نے پہاڑوں کو کھود کر ان میں یہ عمارتیں بنائی تھیں۔ اسی وجہ سے قرآن کے اس بیان کو اس زمانے کے اہل عرب نے کبھی چیلنج نہیں کیا۔

میں نے خود حجر کے علاقے میں ثمودی عمارات بھی دیکھی ہیں اور پہلی علاقے میں بھی گیا ہوں اور ان کی قدیم عمارات کو دیکھا ہے۔ دونوں کے طرزِ تعمیر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ صرف یہ بات کہ ثمودی عمارت

پر آج نبی کتبات پائے جاتے ہیں اس امر کا ثبوت نہیں ہو سکتی کہ یہ دراصل نبی عمارات ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بعد میں جب یہ علاقہ نبیوں کے قبضے میں آیا ہو تو انہوں نے اپنے کتبات ان پر ثبت کر دیئے ہوں۔

سوال ۱۷: آپ کی عنایت پر بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کے اشارات سے مجھے غور

فکر کے لیے کافی مواد مل گیا۔ تاہم محسوس ہوتا ہے کہ گزشتہ مرتبہ مجھ سے عرضِ مطلب میں کوتاہی ہوئی ہے۔ اصل مسئلہ یہ نہیں تھا کہ یہ عمارات ثمودی ہیں یا نبی۔ نہ نکلسن نے اس امر کی

نفی کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان عمارات کا مشاہدہ فرمایا تھا اور اہل عرب ان کے ثمودی ہونے کو تسلیم کرتے تھے۔ بلکہ خود نکلسن بھی ان کے ثمودی ہونے سے انکار نہیں کرتا۔

اصل بات یہ تھی کہ قرآن پاک میں انہیں ”بیوت“ کہا گیا ہے۔ اگرچہ علی سبیل المعلوم ان سے کوٹھڑیاں (جو کسی بھی مقصد کے لیے ہوں) مراد لی جاسکتی ہیں تاہم قریب ترین تاثر یہی پیدا ہوتا ہے کہ مراد ”گھر“ ہیں۔ نکلسن یہ کہتا ہے کہ یہ ”گھر“ نہیں ہیں ”مقبرے“ ہیں۔

اس دوران خاکسار نے ورق گردانی سے یہ معلوم کیا ہے کہ نکلسن ڈاؤٹی ”DOUGHTY“ کے حوالے سے یہ بات کہتا ہے جو ایک انگریز سیاح تھا جس نے ۱۸۷۵ء میں کاروانِ حج

کے ساتھ سفر کرتے ہوئے حجر کے مقام پر توقف کیا، ان عمارات کی ڈرائنگ کی اور ان پر کھدی ہوئی عبارتوں کو نقل کر کے یہ مواد فرانس کے مشہور عالم السنہ سامیہ جوزف ریناں

کو بھیج دیا۔ بعد ازاں کیا ہوا، یہ میں معلوم نہیں کر سکا۔ بہر حال اسی شخص کے حوالے سے نکلسن نے یہ کہا ہے کہ ان کتبات سے یہ امر بائہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ یہ عمارات جن کو

”قرآن“ ”بیوت“ کے لفظ سے یاد کرتا ہے، فی الحقیقت مدفن ہیں۔

بلاشبہ کلام اللہ میں جو کچھ آیا ہے درست ہے اور اس کے برخلاف جس کسی نے

بھی جو کچھ نتیجہ نکالا ہے وہ ضرور کسی نہ کسی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ تاہم جب خالص علمی سطح پر تاریخی آثار کو گواہ بناتے ہوئے کوئی شخص کسی خاص مسئلے کی نشاندہی کرے تو اُسی سطح

پر اس کی تحقیق و تردید ضروری ہو جاتی ہے۔ عجیب بات ہے کہ نکلسن کی یہ کتاب ایک

طویل عرصے سے ہمارے ہاں متداول ہے اور ہر سال مسلمانوں کا ایک حجمِ غفیر بخیرِ خود

ان کتبات کو دیکھتے اور نقل کرنے پر قادر ہے۔ لیکن آج تک کسی نے یہ نہیں کیا کہ علمی سطح

پر اس الجھاؤ کا جواب دے دیتا۔

آپ نے تفہیم القرآن میں نمود اور ان عمارات پر جو اشارات درج فرمائے ہیں ان میں سے بعض — بعض اس لیے کہ میں نے تمام جلدیں نہیں دیکھیں، — انہی دونوں میری نظر سے گزرے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے علاوہ بھی آپ اس مسئلے پر ضرور روشنی ڈال سکتے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک تصاویر پر مہم بھی سر کی تھی۔ ان تصویروں کی ایک خاصی تعداد بھی میں نے دیکھی تھی۔ ان میں ان عمارات کی تصویر بھی تھی۔ سوال یہ ہے کہ ان پر کھڑی ہوئی عمارتوں کی کوئی الگ تصویر بھی ہمیں متبیا ہو سکتی ہے یا نہیں یہ کثبات تعداد میں کتنے ہیں؟ کس زبان میں ہیں؟ کس رسم الخط میں ہیں؟ کیا ہم کسی طرح ان کو ٹرچہ کتے ہیں؟ کیا واقعی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ تقاریر ہیں؟ اگر ہوتی ہے تو قرآن سے اس کی تطبیق کی کیا صورت ہے؟ کیا قرآن سے یہ ثابت نہیں کہ یہ رہائش کے مکان تھے؟ تو پھر کسی لکھنے والے نے کیوں ان پر وہ عبارات کندہ کیں جن سے یہ مقبرے ثابت ہوں؟

آپ نے جو قیاس ظاہر کیا ہے کہ ممکن ہے بنیوں نے بعد کو یہ عبارات کندہ کی ہوں؟ نہایت فکر انگیز ہے، لیکن اس ضمن میں بھی تحقیقی سراغ رسانی ضروری ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ قرآنی صداقت کا کوئی ناقابل تردید ثبوت مل جائے اور مستشرقین کی غلط فہمی کو خالص علی سطح پر حوت غلط ثابت کیا جاسکے۔

جواب: میں نے ارض القرآن کے دور سے پہلے ڈاؤٹی کا سفر نامہ پورا پڑھا تھا اور اس نے جو کچھ غلط فہمیاں قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نمودی عمارات کے سلسلے میں پیدا کرنے کی کوشش کی تھی ان کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ہی میں نے الحجر اور مدائن صالح میں نمودی عمارات کو دیکھا اور پھر بنی علاقے میں جا کر بنیوں کی تعمیر کردہ عمارات کو بھی دیکھا۔ دونوں قسم کی عمارتوں کے فوٹو میں نے لے لیے اور تفہیم القرآن جلد سوم میں ان کو شائع کر دیا تاکہ ہر شخص خود دیکھ سکے کہ بنی عمارات اور نمودی عمارات کے طرز تعمیر میں کیا فرق ہے۔ قوم نمود اور انباط دونوں نے اپنے اپنے زمانے میں پیاروں کو کھود کر مکانات بنائے تھے۔ بنی نمود سے صد ہا برس بعد ظہور میں آئے تھے اس وجہ سے ان کے زمانے میں نمود کی بہ نسبت پہاڑ کھود کر مکان بنانے کا فن بہت زیادہ ترقی کر گیا تھا نمودی علاقے میں جو مکانات

موجود ہیں ان میں بعض ایسے ہیں جن کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسمبلی ہال کے طور پر استعمال ہوتے ہوئے ہونگے۔ اور بعض دو تین کمروں پر مشتمل ہیں جو غالباً رہنے کے لیے استعمال ہوتے ہوئے ہونگے۔ بعض میں صرف ایک چھوٹی یا بڑی کوٹھری ہے۔ وہاں کوئی آثار میں نے ایسے نہیں دیکھے جن سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ ابتداءً مقبرے بنائے گئے ہونگے۔ سینکڑوں برس بعد جب نبلی اس علاقے پر قابض ہوتے تو ممکن ہے کہ انہوں نے ان کو مقبروں کے طور پر استعمال کیا ہو لیکن اب کوئی قبر کی نوعیت کی چیز وہاں نہیں پائی جاتی۔

کتابت کی زبان اور رسم الخط کے متعلق یہ بات سمجھ یعنی چاہیے کہ قدیم سامی لغات کی زبانیں اور رسم الخط ایک دوسرے سے ماخوذ اور متشابہ چلے آ رہے تھے۔ ثمودی، لحيانی اور نبلی زبان اور خط نہ تحریر میں تھوڑا تھوڑا فرق تاریخ کے دوران میں مسلسل ہوتا رہا ہے اور یہ فیصلہ کرنا عرب کے علم الآثار پر تحقیق کرنے والوں کے لیے خاصاً مشکل ہو گیا ہے کہ کس خط کو خالص ثمودی اور کس کو خالص لحيانی اور کس کو خالص نبلی قرار دیا جاتے ہو سکتا ہے کہ ثمودی عمارات پر بعد میں نبطیوں نے اپنے کتبائے لکھ دیئے ہوں یا ان سے پہلے لحيانیوں نے انہیں لکھا ہو، یا ابتداءً خود ثمودیوں نے کچھ کتبائے لکھے ہوں۔

قطعی طور پر تحقیق کے ساتھ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کن کا خط ہے۔ اس کے متعلق تفصیلی بحث ڈاکٹر خود علی نے اپنی کتاب تاریخ العرب قبل الاسلام، جلد دوم صفحہ ۳۱۳ وما بعد، اور جلد ہفتم صفحہ ۳۶ تا ۵۶ میں کی ہے۔ اس سلسلے میں آپ تفہیم القرآن جلد سوم، سورۃ الشعراء، حاشیہ نمبر ۹۹ مع تصاویر ملاحظہ فرمائیں تو حقیقت آپ پر واضح ہو جائے گی۔

## سورۃ طارق کے ایک مقام کی تشریح

سوال۔ میں ایک ڈاکٹر ہوں۔ ماہ ستمبر کے ترجمان القرآن میں آپ نے سورۃ الطارق کی آیات ۵ تا ۷ کا جو ترجمہ کیا ہے اور پھر اس کی تشریح میں جو کچھ لکھا ہے، اسے میں سمجھ نہیں سکتا۔ ترجمہ یہ ہے :

”پھر انسان یہی دیکھ لے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک اچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیڑ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔“